

جلوہ زارِ آتش دوزخ ہمارا دل سہی ! کہ یہ نکل جانے گی،
 فتنہ شورِ قیامت کس کی آب و گل میں ہے؟ ارمان پورا ہو جائیگا
 ہے دلِ شوریدہ غالب طلمسچ و تاب لیکن اس ظالم نے
 رحم کر اپنی تمنا پر، کہ کس مشکل میں ہے پھر خنجر سنبھال لیا
 رہ گئے ہیں۔ ہے اور ہم بے بس

۲۔ مشرح : خواجہ حالی اس شعر کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کسی کے حسن بیان کی اس سے بہتر تعریف نہیں ہو سکتی کہ جو بات

قائل کے مُنہ سے نکلے، وہ سامع کے دل میں اس طرح اتر جائے

کہ اسے شبہ ہو، یہ بات پہلے ہی سے میرے دل میں تھی۔“

بیشتر حقائق انسان کے دل میں طبعاً پیوست ہوتے ہیں، لیکن جب تک ان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے، اکثر کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ جب اشارہ کر دیا جائے تو یہ خیال نہیں ہوتا کہ کوئی نئی بات سننے میں آئی۔ یہی سمجھا جاتا ہے کہ جو بات پہلے سے دل میں موجود تھی، وہ تازہ کر دی گئی۔ تقریر کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ انسان کے دل کی باتیں تازہ ہو جائیں۔ ایسی ہی تقریر دل پذیر و پُر تاثیر ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف مرزا غالب نے اشارہ کیا ہے مرزا کی دقیقہ سنجی کا کمال ملاحظہ ہو کہ یہ نہیں کہا، وہ بات پہلے سے دل میں موجود تھی، یہ کہا، میں نے جانا، گویا یہ بھی میرے دل میں تھی۔

۳۔ مشرح : اگرچہ محبوب کی محفل میں میرا ذکر انتہائی برائی سے ہو

رہا ہے، لیکن یہ ذکر مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں پہنچ گیا ہے، آہ! میں

نہیں پہنچ سکتا۔

عاشق کو محبوب برائی سے بھی یاد کرے یا محفل نشینوں کی بدگوئی گوارا

کرے اور ذکرِ نذرو کے تو عاشق کے لیے یہ بھی ایک دل پسند شے ہے اور